اسٹاک ایکسچینج میں شیئرز کی خرید وفروخت کی شرائط

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان اس مسئلہ کے بارے میں کہ حصص (Shares) کا کاروبار شرعاً جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو کن شرائط کو ملحوظِ خاطر رکھنا ضروری ہے؟ اور شیئرز خریدنے کے بعد انہیں آگے کب فروخت کرنا شرعاً جائز ہے اور کب ناجائز ہے۔ دارالافتاء دارالعلوم کراچی سے شیئرز کے کاروبار سے متعلق فتویٰ (نمبر ۲۶/۸۱۰) ۱۴۲۶ھ میں جاری ہوا ہے، کیا مذکورہ فتویٰ اب بھی برقرار ہے؟ برائے مہربانی اس پر نظرِ ثانی فرما کر اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔

سائل (فضلِ کریم، کراچی)

الجواب حامداً ومصلیاً

حصص کے کاروبار کے سلسلہ میں دارالافتاء دارالعلوم کراچی سے جو فتویٰ ۱۴۲۶ھ میں جاری ہوا، جس کا سوال میں ذکر ہے، جواَب تک دیا جاتا رہا ہے، اس پر غور کیا گیا، فی الوقت اسمیں کچھ شرائط کا اضافہ اور معمولی تبدیلی کی گئی ہے، اب شیئرز کا کاروبار درج ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے:

۱۔۔۔جس کمپنی کے شیئرز خریدنا چاہتے ہیں اس کا کاروبار حلال ہو۔ اگر کمپنی کا کاروبار غیر شرعی ہو تو اس کے شیئرز کی خرید وفروخت جائز نہیں۔

۲۔۔۔اس کمپنی کا کاروبار واقعۃً شروع ہو چکا ہو اور اس کمپنی کی املاک وجود میں آچکی ہوں مثلاً عمارت اور مشینری وغیرہ وجود میں آچکی ہوں اور نقد اثاثے صرف پلاننگ اور منصوبہ بندی تک محدود نہ ہوں۔ اگر کمپنی صرف منصوبہ بندی اور نقد اثاثوں تک محدود ہو اور کاروبار شروع نہ ہوا ہو تو شیئرز کو صرف ان کی اصل قیمت (Face Value) پر خریدنا یا بیچنا جائز ہے اس سے کم وبیش پر خریدنا بیچنا جائز نہیں۔

۳۔۔۔نفع اور نقصان دونوں میں شرکت ہو یعنی اگر کمپنی کو نفع ہو تو شیئرز کے خریدار بھی نفع میں شریک ہوں گے اور اگر نقصان ہو تو اپنے سرمائے کے تناسب سے نقصان میں بھی شریک ہونگے۔

۴۔۔۔نفع فیصد کے اعتبار سے طے ہو یعنی نفع کی ماہانہ یا سالانہ کوئی خاص رقم یقینی طور پر مقرر نہ ہو بلکہ فیصد کے حساب سے نفع مقرر کیا گیا ہو کہ جو نفع ملے گا اس میں سے اتنے فیصد کمپنی کا ہوگا اور اتنے فیصد شیئر ہولڈرز میں تقسیم کیا جائے گا۔

۵۔۔۔شیئرز خریدنے میں یہ بھی ضروری ہے کہ کمپنی کا اصل کاروبار حلال ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ضمنی طور پر بھی کسی ناجائز کام یا معاملہ میں ملوث نہ ہو اور اس ضمنی ناجائز کام سے حاصل ہونے والی آمدنی کا تناسب اس کی مجموعی آمدنی میں معتدبہ مثلاً پانچ (۵) فیصد نہ ہو (جیسا کہ اسکی پابندی آج کل کے اسلامی مالیاتی اداروں میں کروائی جارہی ہے)، بصورتِ دیگر شیئر زخریدنے والا اس ارادے سے خریدے کہ وہ کمپنی کو ناجائز اور حرام معاملات کرنے سے ہر طرح منع کریگا تحریری طور پر بھی اور خصوصاً کمپنی کے سالانہ اجلاس میں بھی یہ آواز اٹھائے گا

کہ کمپنی ناجائز اور حرام معاملہ نہ کرے اور کم از کم ہمارا سرمایہ کسی حرام اور ناجائز کاروبار میں نہ لگائے۔

۶۔۔۔شق نمبر ۵ کے پیشِ نظر جب کمپنی سے سالانہ نفع وصول ہو تو شیئرز رکھنے والا اس کمپنی کی بیلنس شیٹ میں دیکھے کہ کمپنی نے اس ناجائز ضمنی معاملہ سے کتنے فیصد سرمایہ ناجائز کاروبار میں لگا کر نفع حاصل کیا ہے پھر آمدنی کا اتنے فیصد حصہ اپنے حاصل شدہ نفع سے صدقہ کردے۔

۷۔۔۔شیئر ہولڈر اس بات کا بھی اہتمام کرے کہ جس کمپنی کے شیئر خریدے اس کے مجموعی سرمائے کے تناسب میں اس کمپنی کے سودی قرضوں کی مقدار بہت زیادہ (مثلاً تینتیس فیصد ٪۳۳ سے زیادہ) نہ ہو۔

۸۔۔۔جو شیئر خریدا جا رہا ہو اس کے پیچھے موجود خالص نقد اثاثوں (Net liquid assets) کی مقدار اس شیئر کی بازاری قیمت (Market value) سے کم ہو۔

۹۔۔۔اگر شیرز کو ان کی قیمتِ اسمیہ سے کم یا زیادہ پر خریدا یا بیچا جا رہا ہو تو شیئرز جس کمپنی کے ہوں اس کے پاس نقد اثاثوں (Current Assets) کے ساتھ ساتھ ایک معتد بہ مقدار جامد اثاثے بھی موجود ہوں (مثلاً بیس فیصد یا اس سے زائد جامد اثاثے ہوں)۔

۱۰۔۔۔مروّجہ غیر اسلامی بینکوں اور انشورنس کمپنیوں، اسی طرح شراب بنانے والی اور بنیادی طور پر سود کا کام کرنے والی کمپنیوں کے شیئرز خریدنا بھی جائز نہیں۔

۱۱۔۔۔شیئرز کی خرید و فروخت کرنے میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ شیئرز خریدنے کے بعد شیئر ہولڈرز ان شیئرز پر قبضہ کرے اور اسکے بعد انکو فروخت کرے، شیئرز پر قبضہ کئے بغیر انہیں آگے فروخت کرنا شرعاً درست نہیں جس کی وضاحت درج ذیل ہے۔

شیئرز آگے فروخت کرنے میں قبضہ کے مسائل

اسٹاک ایکسچینج میں ڈے ٹریڈنگ میں حاضر سودے کی جو صورت رائج ہے وہ یہ ہے کہ حاضر سودے میں سودا ہوتے ہی اس کا اندراج فوراً ہی KAT میں ہو جاتا ہے جو اسٹاک ایکسچینج میں ہونے والے سودوں کا کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ ہوتا ہے لیکن آج کل ہر سودے کے دو کاروباری دنوں کے بعد خریدار کو طے شدہ قیمت ادا کرنی ہوتی ہے اور بیچنے والے کو بیچے ہوئے حصص کی ڈیلیوری دینی ہوتی ہے (جبکہ پہلے اس میں تین دن لگتے تھے) جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ متعلقہ کمپنی کے ریکارڈ میں سی ڈی سی کے ذریعے خریدے گئے شیئرز خریدار کے نام منتقل کئے جاتے ہیں، اسٹاک ایکسچینج کی اصطلاح میں اس کو ڈیلیوری اور قبضہ کہا جاتا ہے۔

مذکورہ صورت کا شرعی حکم یہ ہے کہ جب تک خریدے گئے شیئرز سی ڈی سی کے ذریعہ متعلقہ کمپنی کے ریکارڈ میں خریدار کے نام منتقل نہیں ہو جاتے انہیں آگے فروخت کرنا شرعاً جائز نہیں کیونکہ شرعاً کسی بھی چیز کو آگے بیچنے کے لئے اس پر قبضہ شرط ہے، اسٹاک ایکسچینج کے مروّجہ طریقِ کار کے مطابق اگرچہ شیئرز خریدتے ہی KAT میں ان کا اندراج ہو جاتا ہے اور شیئرز کا نفع و نقصان بالآخر خریدار کو ہی پہنچتا ہے لیکن چونکہ شیئرز کی خرید و فروخت درحقیقت کمپنی کے حصّہ مشاع کی خرید و فروخت ہے اور حصّہ مشاع کی بیع میں محض نفع و نقصان کے خریدار کی طرف منتقل ہونے کو شرعی قبضہ قرار نہیں دیا جا سکتا اور حصّہ مشاع پر حسّی قبضہ بھی ممکن نہیں لہٰذا اس صورت میں قبضہ کے تحقق کے لئے تخلیہ کا

پایا جانا ضروری ہے اور اسٹاک ایکسچینج کے موجودہ قواعد وضوابط کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سی ڈی سی کے ذریعے کمپنی کے ریکارڈ میں شیئرز خریدار کے نام منتقل ہونے سے پہلے تخلیہ نہیں پایا جاتا لہٰذا مذکورہ صورت میں سی ڈی سی کے ذریعے متعلقہ کمپنی کے ریکارڈ میں بیچے گئے شیئرز خریدار کے نام منتقل ہونے سے پہلے انہیں آگے فروخت کرنا بیع قبل القبض ہے جو کہ شرعاً جائز نہیں۔

خلاصہ یہ کہ حاضر سودے کی صورت میں بھی خریدے گئے شیئرز سی ڈی سی کے ذریعے متعلقہ کمپنی کے ریکارڈ یعنی ڈیلیوری سے پہلے آگے بیچنا جائز نہیں۔

۱۲۔۔۔فارورڈ سیل (Forward Trading) یا فیوچر سیل (Future Trading) کی جتنی صورتیں اسٹاک ایکسچینج میں رائج ہیں وہ اپنی موجودہ شکل میں شرعاً ناجائز ہیں۔

۱۳۔۔۔اسٹاک ایکسچینج میں رائج بدلہ کے معاملات بھی بیع قبل القبض اور دوسری شرطِ فاسد (یعنی زیادہ قیمت پر واپس خریدنے کی شرط پر بیچنے) کی بناء پر جائز نہیں۔

۱۴۔۔۔اسٹاک ایکسچینج میں رائج شیئرز کی بلینک سیل (Blank Sale) اور شارٹ سیل (Short Sale) بھی شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے (ماخذہ تبویب ۸۰۳/۴۷) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بلال قاضی

بلال قاضی

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

۱۴۲۹-۱-۲۸ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۱۴۲۹-۱-۲۹ھ

مفتی

الجواب صحیح

بندہ محمود اشرف غفراللہ

۱۴۲۹/۲/۴ھ

الجواب صحیح

بندہ عبدالرؤف

۱۴۲۹-۲-۴ھ

الجواب صحیح

محمد عبدالمنان عفی عنہ

۱۴۲۹/۲/۵ھ

نائب مفتی

نائب مفتی

نائب مفتی

الجواب صحیح

اصغر علی ربانی

۸ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ

دار الافتاء

فتویٰ نمبر ۲/۱۰۲۹

مورخہ ۲۹/۲/۸